**سورہ اسراء کے منتخب مضامین کا جائزہ تفسیرالاکلیل کی روشنی میں**

**specific problems mentioned in Surah Al asra in the light of Tafseer Al Ikleel**

[[1]](#footnote-1)Muhib Ullah

[[2]](#footnote-2)Sahibzada Baz Muhammad

ABSTRACT

Allama Jalaluddin Suyuti is a prominent religious scholar and famous commentator. Apart from Tafsir Jalalin and Tafsir Dar Mansoor, he has also written Tafsir Al-Aklil, which is on the rise among the scholars as well as to the common people. The 17th Surah of the Holy Quran which begins with the beginning of the 15th part of The Holy Quran. This Surah is known by two names, Surah Bani Isra'il and Surah Al-Isra .In the under review research article the selected articles of Surah Bani Israel have been reviewed in the light of Tafsir Al-Aklil.In these selected articles of Surah Isra, the journey of ascension, , the prohibition of wasteful spending and unjust killing, are discussed in the context of Tafsir al-Aklil. The purpose of which is to make people aware of the importance and usefulness of these selected articles of Surah Isra.

**Key Words:** commentator Tafsir Al-Aklil, Surah Al-Isra, selected ,articles, reviewed

# تفسیرالاکلیل کے مصنف کی حالات زندگی

# نام ونسب: علامہ جلال الدین سیوطی ایک بلند پایہ عالم دین اور مشہور مفسر بھی ہیں، بیک وقت عالم فاضل امام وقت،ہرفن کامولا،خاص کرحدیث اورقرآن وعلوم حدیث اورعلوم قرآن میں کے ماہروامام کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں،امام سیوطیؒ اپنی نسب کے بارے میں"حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصروالقاھرہ" میں یوں لکھتےہے :

“عبد الرحمن بن الكمال أبي بكر بن محمد بن سابق الدين بن الفخر عثمان بن ناظر الدين محمد بن سيف الدين خضر بن نجم الدين أبي الصلاح أيوب بن ناصر الدين محمد بن الشيخ همام الدين الهمام الخضيري الأسيوطي.”(1)

علامہ جلال الدین سیوطی ؒ اپنی تاریخ پیدائش ذکرکرتے ہوئے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں یوں لکھتے ہیں :

“وكان مولدي بعد المغرب ليلة الأحد مستهل رجب سنة تسع وأربعين وثمان مائة.”(2)

" میری ولادت یکم رجب بروز یکشنبہ 849 ہجری کو مغرب کے بعد ہوئی ۔"

# حصول علم :

امام سیوطی ؒ نے آٹھ سال کی عمر میں قران پاک حفظ کرلیا ،اس کے بعد جو کتب میسر تھیں ان کویادکیا۔آپ نے العمدہ ،منہاج الفقہ والاصول اورالفیہ ابن مالک زبانی یاد کیں،اس کے بعد تلاش علم مصروف ہوگئے، 864ھ کے آغازمیں جب آپ کی عمر 16سال تھی آپ نے فقہ،اصول فقہ،نحواورعلم الفرائض کاعلم حاصل کیا ، چودہ سال کا طویل عرصہ آپ نے علامہ استاذالوجود محی الدین الکافیاجی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ان سے تفسیر،اصول، عربیہ،معنی کے فنون سیکھے۔علمی پیاس بجھانے کےلئے آپ نے کثرت سے سفرکیا،آپ فیوم، محلہ اوردمیاط تشریف لے گئے اس کے بعد شام،حجاز،یمن،ہنداور مغرب کا بھی سفر کیا۔(3)

اپنے علمی سفر کے دوران مختلف اساتذہ کرام سے آپ نے شرف تلمذحاصل کیا جن میں سے چنداساتذہ کرام وشیوخ کے نام یہ ہیں ۔ الشیخ سیف الدین الحنفی ؒ،کبھی کبھار آپ کے والد حافظ ابن حجر کے مجلس میں بھی آپ کولے آتے تھے ، اسی طرح شیخ سیرافیؒ ،علامہ بلقینی ؒ،شیخ شمس مرزبانی الحنفی ؒ، علامہ شمنیؒ، علامہ کافیجی ؒ ان سب حضرات کے دروس میں شرکت کرتے رہے ، علامہ سیوطیؒ نے اپنے ڈیڑھ سوسےذیادہ شیوخ کاتذکرہ کیا ہے ،ان میں سے مشہوریہ ہے ،حضرت علامہ احمدالمشار مساحی،عمرالبلینی،صالح بن عمربن رسلام البقلینی،محی الدین الکافیجی ،القاضی شرف الدین المناوی رحمہم اللہ ۔(4)

# تالیفات وتصنیفات :

ویسے توعلامہ سیوطیؒ 500سے زائدتصانیف کے مولف ہے،مگرمشہورکتب علماء کرام نے ذکرفرمائی ہیں جیساکہ مولوی عبدالحلیم چشتی نے فوائد جامعہ بر عجالہ نافعۃ، میں 506 کتب کی فہرست ترتیب دی، جن میں سے چندکتب کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔جلالین 2۔الاشباہ والنظائر 3 ۔الإتقان فی علوم القرآن 4۔الحاوی للفتاوی 5۔إسعاف المبطأ برجال الموطأ 6۔الآیۃ الکبری فی شرح قصۃ الاسراء 7۔الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر 8۔الجامع الکبیر، 9۔إحیاء المیت بفضائل اہل البیت 10۔الحبائک فی أخبار الملائک 11۔الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور 12۔الدرر المنتثرة فی الأحادیث المشتہرة ۔(5)

۸۶۹ ھ میں سیوطی نے سفر حج کیا ۔ سفر حج کے دوران میں انھوں نے النحلۃ الزکیۃ فی الرحلۃ المکیۃ، اور النفحۃ المسکیۃوالتحفۃ المکیۃ، تصنیف کیں۔(6)

# وفات:

علامہ سیوطی کی وفات کے بار ےمیں تاریخ تفسروالمفسرین کے مولف حریری مرحوم تحریرفرماتےہیں:

“آپ نے 19جمادی الاولی 911ھ شب جمعہ کووفات پائی ۔” (7)

# تفسیرالا کلیل کا تعارف :

قرآن مجید متعدد علوم کا ایک بحر بے کنار ہے۔قرآن مین متعدد مضامین موجود ہے۔ان متعدد مضامین میں سے ایک اہم ترین مضمون احکام القرآن ہیں۔ متعدد مفسرین کرام نے قرآن کریم کی وہ آیات جو احکام القرآن پر مشتمل ہےانکو یکجا کرکے تفسیری مجموعے مرتب کئےہیں ۔ علامہ سیوطی کی تفسیر " الاکلیل فی استنباط التنزیل "بھی اسی اسی تفسیری مجموعوں میں سے ایک ہے جن میں ان آیات کو یکجا کیا گیا ہے جن میں آیات کے اندر کوئی شرعی احکاما ت موجود ہوتا ہے۔ احکام القرآن پر لکی گئی تفسیری مجموعوں میں سے ” الاکلیل فی استنباط التنزیل“ کئی حیثیتوں سے ممتازنظرآتاہے ،ان میں سے اہم وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مختصرو احسن اندازمیں پیش کیا ہے۔اگراس مختصر تفسیری مجموعے کا بہترین انداز میں ترجمہ،تخریج اور ذکر کردہ مسائل پر تحقیقی کام ہوجائے تو یقینا امت مسلمہ کیلئے یہ ایک عظیم علمی فائدہ ہوگا ۔

# سورہ اسراء کا مرکزی مضمون وخلاصہ:

اس سورۃ کانام سورۃالاسراء اورسورہ بنی اسرائیل ہے اس سورت میں 111 آیت اور 12 رکوع ہے ۔ اس سورت کا مرکزی مضمون توحید ورسالت ،قیامت اورقرآن کی حقانیت ہے ۔اس سورت کا نزول معراج کے واقعے کے بعد ہوا ہے ،معراج کاواقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دس سال بعد اور ہجرت سے تین سال پہلے پیش آیا تھا ۔اس سورت میں معراج کے واقعے کاذکرہے کہ ایک رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مسجداقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں کاسفر کیا۔اس کے بعد بنو اسرائیل کے واقعے کا ذکر فرمایاگیا ہے کہ کس طرح انہیں دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ذلت و رسوائی اور دشمن کے ہاتھوں بربادی کاسامنا کرنا پڑا اس طرح مشرکین عرب کو سبق دیاگیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی مخالفت سے باز آجائیں ورنہ ان کو بھی اسی قسم کے انجام سے سابقہ پیش آسکتا ہے ،کیونکہ اس وقت قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اعتدال کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کررہی ہے ۔ نیزاس سورۃ میں مسلمانوں کو ان کے دینی ،معاشرتی او راخلاقی طرز عمل کے بارے میں نہایت اہم ہدایت دی گئی ہیں او رمشرکین کے نامعقول او رمعاندانہ طرز عمل کی مذمت کرکے ان کے اعتراضات کا جواب دیاگیا ہے او رمسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرتے رہیں،مولانا عبدالحمید سواتی ؒ اپنے تفسیر معالم العرفان میں لکھتے ہیں :

“دیگرسورتوں کی طرح اس سورت میں بھی زیادہ تربنیادی عقائد کا ذکر ہے ، اللہ تعالی ٰ کی توحیدکااثبات اور شرک کی تردید،رسالت بطورجزوایمان ،قران پاک کی حقانیت وصداقت اورمعاد یعنی قیامت کا ذکر اس سورت کے مضامین ہیں ۔”(8)

مفتی محمدتقی عثمانی اس سورت کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

“اس سورت میں معراج کے غیر معمولی واقعے کا حوالہ دے کر آنحضرت ﷺ کی رسالت کا ناقابل انکار ثبوت فراہم کردیا گیا ہے ۔ اس کے بعد بنو اسرائیل کے واقعے کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کس طرح انہیں دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں ذلت و رسوائی اور دشمن کے ہاتھوں بربادی کا سامنا کرنا پڑا ۔اسکے بعد مسلمانوں کو ان کے دینی، معاشرتی اور اخلاقی طرز عمل کے بارے میں نہایت اہم ہدایات دی گئی ہیں، اور مشرکین کے نامعقول اور معاندانہ طرز عمل کی مذمت کر کے ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرتے رہیں ۔”(9)

# سورہ اسراء کے منتخب مضامین کا جائزہ تفسیر اکلیل کی روشنی میں :

اس آرٹیکل میں الاکلیل فی استنباط التنزیل کی روشنی میں سورہ اسراء کے چند مخصوص مسائل کا جائزہ لیاگیا ہے جو کہ انتہائی اہم مسائل ہیں ، ان مسائل میں سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آنحضرت ؐ نے معراج کا سفر حالت بیداری میں کیا یا نیند کی حالت میں ۔

# (1)سفر معراج حالت بیداری میں ہو ئی یا نیند کی حالت میں :

مذکورہ بحث شروع کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسراء اور معراج کسے کہتے ہیں ؟ چنانچہ مفتی محمدشفیع ؒ اسراء اور معراج کی تعریف کرتے ہوئے اپنے تفسیر معارف القران میں یوں لکھتے ہیں کہ:

“مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کا سفر جس کا ذکر اس آیت میں ہے اس کو اسراء کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے۔”(10)

آنحضرت ؐ نے معراج کا سفر حالت بیداری میں کیا یا نیند کی حالت میں ،اس مسئلے کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی ؒ اپنے تفسیر اکلیل میں لکھتے ہیں کہ:

“قوله تعالى: {سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا إلى قوله: {لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا صريح في أنه أسري بجسده يقظۃ ”(14)

"اللہ تعالیٰ کاقول : سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا إلى قوله: لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا:یہ واضح دلیل ہے اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کاجوسفرکیاوہ اسی جسم اورروح کے ساتھ حالت بیداری میں کیا ۔"

علامہ جلال الدین سیوطی ؒ نے مذکورہ عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کاسفربیداری کی حالت میں اسی روح اور جسم کے ساتھ کیا،اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ واقعہ معراج حالت بیداری میں ہوئی یاخواب میں ،علامہ قرطبی ؒ نے اس اختلاف کو احسن انداز میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں تین موقف ہیں ۔

# پہلاموقف :

ایک گروہ کاموقف یہ ہے کہ واقعہ معراج خواب کی حالت میں ہوئی یعنی اس پورے سفرمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاجسم اطہر بسترسے الگ نہیں ہوا بلکہ خواب ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب حقائق کودیکھا ،اورانبیاء کرام کے خواب حق ہیں اس نظریے کے قائل حضرت عائشہ ؓاورامیرمعاویہؓ ہیں ۔یہ لوگ سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت سے استدلال کرتےہیں وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِىٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ۔ اورہم نے جونظارہ تمہیں دکھایا ہے اس کوہم نے( کافر)لوگوں کے لئے بس ایک فتنہ بنادیا ۔ اس آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ معراج خواب کی حالت میں ہوا۔

مذکورہ موقف کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ قرطبی ؒ اپنے تفسیرقرطبی میں لکھتے ہیں کہ:

“هَلْ كَانَ إِسْرَاءً بِرُوحِهِ أَوْ جَسَدِهِ، اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ، فَذَهَبَتْ طَائِفَةٌ إِلَى أَنَّهُ إِسْرَاءٌ بِالرُّوحِ، وَلَمْ يُفَارِقْ شَخْصُهُ مَضْجَعَهُ، وَأَنَّهَا كَانَتْ رُؤْيَا رَأَى فِيهَا الْحَقَائِقَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ حَقٌّ. ذَهَبَ إِلَى هَذَا مُعَاوِيَةُ وَعَائِشَةُ، وَحُكِيَ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ إِسْحَاقَ”(12)

” کہ کیا معراج روح کے ساتھ ہوئی یا جسم کے ساتھ ؟ اس کے بارے میں سلف و خلف کا اختلاف ہے، پس ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ معراج روح کو ہوئی، اور یہ کہ آپ کا جسم اقدس آپ کے بستر سے الگ نہیں ہوا، اور یہ کہ یہ خواب تھا جس میں آپ نے حقائق کو دیکھا، اور انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہیں۔ یہ نظریہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا ہے، اور اسے حضرت حسن اور حضرت ابن اسحاق سے بیان کیا گیا ہے۔“

**مذکورہ موقف کا رد:**

مذکورہ موقف کااستدلال اور اس کی تردید میں مولانا ادریس کاندہلوی ؒ اپنے تفسیرمیں لکھتے ہیں کہ:

“ایک شبہ اور اس کا ازالہ: معراج جسمانی کے بعض منکرین نے اسی صورت کی اس آیت یعنی وما جعلنا الرؤیا التی اویناک الا فتنۃ للناس سے استدلال کیا ہے کہ یہ واقعہ خواب کا تھا چونکہ یہ آیت اسی سورت کی ہے۔ اس لیے اس شبہ کا لفظی جواب انشاء اللہ اسی آیت کی تفسیر میں آجائے گا مختصر یہ کہ اس آیت میں رؤیا سے معراج کا خواب مراد نہیں بلکہ واقعہ حدیبیہ کے متعلق حضور پر نور ﷺ نے جو خواب دیکھا تھا وہ مراد ہے اور اگر بالفرض والتقدیر اس سے معراج ہی کا واقعہ مراد لیا جائے تو صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آیت میں رؤیا سے مراد رؤیت چشم ہے خواب میں دیکھنا مراد نہیں یعنی آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں جو دیکھا وہ بچشم سر دیکھا وہ خواب نہ تھا۔”(13)

مذکورہ موقف حضرت عائشہؓ اورحضرت معاویہ ؓ سے مروی ہے اس موقف کی تردیدکرتے ہوئے علامہ قرطبی ؒ لکھتے ہیں کہ:

“وَقَدِ اعْتُرِضَ قَوْلُ عَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ" إِنَّمَا أُسْرِيَ بِنَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بِأَنَّهَا كَانَتْ صَغِيرَةً لَمْ تُشَاهِدْ، وَلَا حَدِّثَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَكَانَ كَافِرًا في ذلك الوقت غير مستشهد

لِلْحَالِ، وَلَمْ يُحَدِّثْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ”(14)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ کے قول پر اعتراض یہ ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺکی ذات کو معراج پر لے جایا گیا اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما چھوٹی عمر میں تھیں آپ نے اس کا مشاہدہ نہیں کیا، اور نہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺسے کچھ بیان کیا ہے۔ اور رہے حضرت معاویہ تو وہ اس وقت کافر تھے انہوں نے بھی نہ اس حال کا مشاہدہ کیا، اور نہ حضور نبی کریمﷺ سے کوئی حدیث بیان کی۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن لوگوں کایہ موقف ہے کہ معراج صرف روح کوہوئی یہ موقف نہ روایتا درست ہے اور نہ درایتا۔

**دوسراموقف:**

بعض علماء کاموقف یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے مسجداقصیٰ تک کاسفربیداری کی حالت میں ہوئی،اورمسجداقصیٰ سے آسمانوں تک کاسفرروح کے ساتھ ہوئی ۔انہوں نے سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگرمسجداقصیٰ سے آگے کاسفر بھی اسی جسم کے ساتھ ہوتاتویقیناآیت میں اس کاذکربھی ہوتا لیکن مسجداقصیٰ سے آگے کے سفرمیں جسم کاکوئی تذکرہ موجودنہیں ہے تومعلوم ہوا کہ مسجد حرام سے مسجداقصیٰ تک کاسفرحالت بیداری میں ہوا ، اورمسجداقصیٰ سے آسمانوں تک کاسفرروح کے ساتھ ہوا۔

مذکورہ موقف کوذکرکرتے ہوئے علامہ قرطبی ؒ اپنے تفسیرمیں لکھتے ہیں کہ :

“وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: كَانَ الْإِسْرَاءُ بِالْجَسَدِ يَقَظَةً إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَإِلَى السَّمَاءِ بِالرُّوحِ، وَاحْتَجُّوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى:" سُبْحانَ الَّذِي أَسْرى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى" فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصَى غَايَةَ الْإِسْرَاءِ. قَالُوا: وَلَوْ كَانَ الْإِسْرَاءُ بِجَسَدِهِ إِلَى زَائِدٍ عَلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى لَذَكَرَهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يَكُونُ أَبْلَغُ فِي الْمَدْحِ”(15)

”اور ایک گروہ نے کہا ہے : یہ معراج جسم کے ساتھ بیداری میں بیت القدس تک ہوئی، اور آسمان تک روح کے ساتھ ہوئی، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا ہے : سبحٰن الذیٓ اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الا قصا :پس انہوں نے مسجد اقصیٰ کو اسراء کی غایت قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے : اگر اسراء آپ کو جسم کے ساتھ مسجد اقصیٰ سے آگے تک ہوتی تو یقیناً اس کا ذکر ہوتا کیونکہ یہ مدح وتعریف میں مزید مبالغہ اور اضافہ ہے۔“

علامہ عبدالکریم یونس اپنے تفسیرمیں مذکورہ موقف اوراس کی تردیدتفصیلابیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

“والحق من هذا، والصحيح إن شاء الله، أنه إسراء بالروح والجسد فى القصة كلها- أي الإسراء والمعراج- وعليه تدل الآية وصحيح الأخبارثم يقول: «وليس فى الإسراء بجسده وحال يقظته استحالة، إذ لو كان مناما لقال: «بروح عبده» ولم يقل «بعبده» وقوله تعالى: «ما زاغَ الْبَصَرُ وَما طَغى» .. ولو كان مناما لما كانت فيه آية ولا معجزة، ولا استبعده الكفار، ولا كذبوه فيه، ولا ارتدّ به ضعفاء من أسلم، وافتتنوا به.. إذ مثل هذه المنامات لا ينكر.. بل لم يكن ذلك الإنكار منهم إلا وقد علموا أن خبره إنما كان عن جسمه، وحال يقظته.»وممن قال بأن الإسراء كان بالجسد والروح معا”(16)

" صحیح قول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کایہ سفراس پورے قصے اسراء ومعراج میں اسی روح اورجسم کے ساتھ ہوئی تھی،اوراس سفرمعراج پرقران کی آیات اورصحیح آحادیث دلالت کرتی ہیں ،اس کے بعدقاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں کہ اسی جسم کے ساتھ اورحالت بیداری میں سفرکرنے میں کسی حیلہ اورتاویل کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑھتی ہے ۔اگریہ سفرمعراج آنحضرت ﷺ کی روح کوہوئی ہوتی توقران میں اللہ تبارک وتعالیٰ “بروح عبدہ ” کہتے “بعبدہ ” نہ کہتے ۔اوراللہ تعالیٰ کاقول “مازاغ البصروماطغیٰ”اوراگریہ سفرروح کوہوئی ہوتی تو اس سفرمیں نہ توکوئی نشانی ہوتی اور نہ کوئی معجزہ ہوتا اورنہ کفاراس کوناممکن سمجھتے اورنہ کفاراس سفر کی تکذیب کرتے ،اورنہ کمزورمسلمان اس سفرکی وجہ سے مرتدہوتے بلکہ وہ تواس سفرکی وجہ سر فتنہ (آزمائش) میں پڑھ گئے تھے ،نیزاگریہ سفرنیندکی حالت میں ہوتی توپھراس سفرپراس طرح کی نکیراورناپسندیدگی کااظہار نہ ہوتاکیونکہ اس طرح کے خوابوں پرکوئی نکیرنہیں کرتا،بلکہ یہ لوگ انکاراس وجہ سے کررہے تھے کہ وہ جان گئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کایہ سفرحالت بیداری میں اوراسی جسم کے ساتھ ہوئی تھی اس وجہ سے کفاراس سفر کاانکار کررہے تھے ۔"

**تیسراموقف:**

علامہ جلال الدین سیوطی ؒ اورجمہورعلماء سلف وخلف کامسلک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاسفرمعراج جسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی یعنی مکہ مکرمہ سے مسجداقصیٰ تک اورمسجداقصیٰ سے آسمانوں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جسم کے ساتھ حالت بیداری میں گئے ۔

علامہ قرطبی ؒ اپنے تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ:

“وَذَهَبَ مُعْظَمُ السَّلَفِ وَالْمُسْلِمِينَ إِلَى أَنَّهُ كَانَ إِسْرَاءً بِالْجَسَدِ وَفِي الْيَقَظَةِ، وَأَنَّهُ رَكِبَ الْبُرَاقَ بِمَكَّةَ، وَوَصَلَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ أُسْرِيَ بِجَسَدِهِ”(17)

”عظیم اسلاف اور مسلمانوں نے یہ نظریہ اپنایا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معراج جسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی،اور یہ کہ آپ مکہ مکرمہ سے براق پر سوار ہوئے، اور آپ بیت المقدس تک پہنچے، اس میں نماز پڑھی پھر وہاں سے جسم کے ساتھ معراج پر لے جایا گیا“۔

جمہور علماء کے دلائل تفصیلاذکرکرتے ہوئے مولانامفتی محمدشفیع صاحبؒ اپنے تفسیرمعارف القران میں لکھتے ہیں کہ:

“معراج کے جسمانی ہونے پر قرآن وسنت کے دلائل اور اجماع قرآن مجید کے ارشادات اور احادیث متواترہ سےثابت ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا جیسے عام انسان سفر کرتے ہیں قرآن کریم کے پہلے ہی لفظ سُبْحٰنَ میں اس طرف اشارہ موجود ہے کیونکہ یہ لفظ تعجب اور کسی عظیم الشان امر کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر معراج صرف روحانی بطور خواب کے ہوتی تو اس میں کون سی عجیب بات ہے خواب تو ہر مسلمان بلکہ ہر انسان دیکھ سکتا ہے کہ میں آسمان پر گیا فلاں فلاں کام کئے،دوسرا اشارہ لفظ عَبْد سے اسی طرف ہے کیونکہ عَبْد صرف روح نہیں بلکہ جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے ،اس کے علاوہ واقعہ معراج آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت ام ہانی کو بتلایا تو انہوں نے حضورﷺ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اس کا کسی سے ذکر نہ کریں ورنہ لوگ اور زیادہ تکذیب کریں گے اگر معاملہ خواب کا ہوتا تو اس میں تکذیب کی کیا بات تھی۔پھر جب محمد ﷺنے لوگوں پر اس کا اظہار کیا تو کفار مکہ نے تکذیب کی اور مذاق اڑایا یہاں تک کہ بعض نو مسلم اس خبر کو سن کر مرتد ہوگئے اگر معاملہ خواب کا ہوتا تو ان معاملات کا کیا امکان تھا ۔”(18)

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی ؒ اور جمہورعلماء کا مسلک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور پھروہاں سے آسمان تک اسی جسم اورروح کے ساتھ کیا اور یہی راجح قول ہے۔

**2۔اسراف اورفضول خرچی کی ممانعت:**

اسلام ہرشعبہ زندگی میں سادگی ،اعتدال اورمیانہ روی کی تلقین کرتا ہے ۔فضول خرچی ،عیش وعشرت اور نمودونمائش سے نہ صرف منع کرتا ہے بلکہ اس کی شدیدمذمت بھی کرتا ہے قران حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے:

“يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ “(19)

”اے آدم کے بیٹواور بیٹیو جب کبھی مسجد میں آو تواپنے خوشنمائی کاسامان (یعنی لباس جسم پر)لےکرآو،اورکھاؤاورپیو،اورفضول خرچی مت کرو۔ یادرکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کوپسند نہیں کرتا ،فضول خرچی کرنے والوں کواللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے “ ۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی ؒ فضول خرچی کی ممانعت کے بارے میں اپنے تفسیراکلیل میں لکھتے ہیں کہ :

“قوله تعالى: {وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ} الآية فيها الأمر بصلة الأرحام وإكرام المساكين والغرباء والنهي عن التبذير قال ابن مسعود وهو إنفاق المال في غير حقه أخرجه ابن أبي حاتم وأخرج مثله عن مجاهد وغيره”(20)

” اللہ تعالی کا قول” وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ “ اس آیت میں لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی اورمساکین و غرباء کے اکرام کرنے کاحکم ہے نیزاس آیت میں اپنے مال کوبے جاخرچ کرنے کی ممانعت ہے ،ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبذیر یہ ہے کہ مال کو اس کے حق راستے کے علاوہ خرچ کردینا تبذیر ہے،(یعنی اپنے مال کو بے موقع اور بے محل خرچ کردینا )،اس کو روایت کیا ہے ابن حاتم نے ،اور مجاہد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ۔“

مذکورہ آیت “ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ” کی تفسیرکرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالی ٰ نے فضول خرچی سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ فضول خرچی کرنے والا اللہ تعالی ٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اورناقدری کرتا ہے ،اور فضول خرچی کرنے والے کو اللہ تعالی نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے ، ابن مسعودؓفرماتے ہیں کہ فضول خرچی یہ ہے کہ اپنے مال کو اس کے حق کے علاوہ خرچ کرنا یعنی بے موقع بے محل خرچ کرنا،یا کسی گناہ کے کام میں خرچ کرنا ،یا کسی ضرورت کے کام میں حد سے زیادہ خرچ کرنا فضول خرچی کہلاتا ہے ،قران حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے:

”يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ “) 21 (

اے آدم کے بیٹواور بیٹیو جب کبھی مسجد میں آو تواپنے خوشنمائی کاسامان (یعنی لباس جسم پر)لےکرآو،اورکھاؤاورپیو،اورفضول خرچی مت کرو۔ یادرکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کوپسند نہیں کرتا ،فضول خرچی کرنے والوں کواللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے ،(22)

اسراف کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

“وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لم يُخالطْ إِسْرَافٌ وَلَا مَخِيلَةٌ» . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه”(23)

”عمروابن شعیب اپنے والد سے ، وہ اپنے دادا سے نقل کرکے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کھاؤ پیو صدقہ کرو اوراچھالباس پہنو لیکن اس میں اسراف اور تکبروغرور مت کرو ۔“

علامہ قرطبی ؒ اپنے تفسیرقرطبی میں تبذیر کے بارے میں یوں لکھتے ہیں :

" وَقَالَ أَشْهَبُ عَنْ مَالِكٍ: التَّبْذِيرُ هُوَ أَخْذُ الْمَالِ مِنْ حَقِّهِ وَوَضْعِهِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَهُوَ الْإِسْرَافُ، وَهُوَ حَرَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:" إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كانُوا إِخْوانَ الشَّياطِينِ"

“اشہب نے امام مالک سے بیان کیا ہے : التبذیر سے مراد مال کو اس کے حق سے لینا اور اسے غیر حق میں خرچ کرنا ہے، اور یہی اسراف (فضول خرچی) ہے، اور یہ حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے : ان المبذرین کانوٓا اخوان الشیٰطین اور اللہ تعالیٰ کے قول اخوان سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے حکم کے تابع ہیں، کیونکہ منذر (فضول خرچی کرنے والا) فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ شیاطین”(24)

اس کی تائید میں علامہ شبیراحمد عثمانی ؒ اپنے تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں کہ:

“خدا کا دیا ہوا مال فضول بے موقع مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب بنے۔”(25)

**اسراف اور تبذیرمیں فرق :**

بعض علماءفرماتے ہیں کہ اسراف اور تبذیر دونوں مترادف الفاظ ہیں یعنی دونوں کا مطلب ایک ہے جو معنی اسراف کا ہے وہی معنی تبذیر کا بھی ہے البتہ بعض دیگر علماء کرام اسراف اور تبذیر میں فرق کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں کہ اسراف کہتے ہیں کہ ضرورت کے کاموں میں حد سے زیادہ خرچ کرنا مثلا اپنے کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حدسے زیادہ خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے، اور تبذیرایسے کاموں میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں جن کا ضرورت زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو جیسے فخر،ریاء ،نمودونمائش ، اورفسق وفجوراورگناہ کے کاموں میں خرچ کرنے کوتبذیرکہتے ہیں ۔

ابومنصور ماتریدی ؒ اپنے تفسیر ماتریدی میں اسراف اور تبذیر کے درمیان فرق ذکرکرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”قَالَ بَعْضُهُمْ: التبذير والإسراف: واحد، وهو المجاوزة عن الحد الذي جعل في الإنفاق والحقوق“ (26)

ترجمہ:بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تبذیر اور اسراف ایک ہے وہ یہ کہ خرچ کرنے میں اورحقوق میں حد سے تجاوز کرنے کو اسراف وتبذیر کہتے ہیں ۔

علامہ ماتریدیؒ کے مذکورہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسراف اور تبذیر مترادف الفاظ ہیں ۔

اسراف اور تبذیر کے درمیان فرق ذکرکرتے ہوئے حضرت صوفی عبدالحمید ؒاپنے تفسیرمعالم العرفان میں لکھتے ہیں :

“کسی جائے ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنااسراف ہے .......دوسری چیزتبذیر ہے یعنی بالکل بے محل خرچ کرنا جس کا کوئی جواز نہ ہو ،جوا،شراب، بدکاری ،لہوولعب ،فوٹوگرافی ،قبروں پرگنبدبنانا ، ان کوپختہ کرنا ،ان پرچراغاکرنا ،بعض مواقع پرآتش بازی کرنا سب تبذیر میں شامل ہیں”(27)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فضول خرچی سے منع فرمایا ہے چاہے وہ فضول خرچی اسراف کی شکل میں ہو یاتبذیر کی شکل میں ہوبھر حال اللہ تعالی نے فضول خرچی سے منع فرمایا ہے اور فضول خرچی کوحرام قراردیا ہے ۔

**3۔ قتل ناحق**

مذکورہ عبارت (والقتل إلا بالحق )کے تحت علامہ جلال الدین سیوطی ؒ نے تیسرا مسئلہ یہ ذکرکیا ہے کہ کسی انسان کو ناحق قتل کرناحرام ہے ،نبی کریم ؐ کا ارشاد ہے کہ ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے اہون (ہلکی) ہے کہ کسی مومن کو ناحق قتل کیا جائے، (28)تاہم تین وجوہات کی بناء پر کسی کو شرعاقتل کیا جا سکتا ہے ،ایک یہ کہ کوئی شادی شدہ ہو اوروہ زنا کرے تو اس کو شرعاقتل کرنا جائز ہے اس کی شرعی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار( یعنی پتھروں سے ماردیاجائے) کر کے ماردیا جائے ،دوسرے وہ شخص جو کسی کوناحق قتل کرے تو اولیاء مقتول قصاصا اس کوبھی قتل کرسکتے ہیں ،تیسرے وہ شخص جومرتدہوجائے اس کی سزا بھی قتل ہے ،ان وجوہات کے علاوہ کسی انسان کوقتل کرنا جائز نہیں ،امام مسلم ؒ اپنے کتا ب صحیح مسلم میں روایت نقل کرتے ہیں :

“قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ ”(29)

" رسول للہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ وہ مسلمان جو یہ گواہی دے کہ اللہ کے سواہ کوئی خدا نہیں اور میں اس کا رسول ہوں ،تو اس کا خون حلال نہیں سوائے ان تین چیزوں کے ،جان کے بدلے قتل کرنے والے کی جان ،اور ثیبہ بدکار،اور دین کوترک کرکے حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا ۔"

علامہ بیضاوی ؒ اپنے تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں :

“وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ كالقود وقتل المرتد ورجم المحصن” (30)

”اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کردیا ہے اس کوقتل مت کرو، ہاں مگر حق پرجیسا کہ قصاصاکسی کوقتل کرنااور مرتد اور شادی شدہ زناکارکوقتل کرنا۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کسی انسان کو ناحق قتل کرناحرام ہے تاہم اگر وہ مرتد ہو،یاقاتل ہو ،یاشادی شدہ زانی ہو تو ان تین صورتوں میں اس کوقتل کرناجائز ہے کیونکہ یہ اب قتل ناحق نہیں ہے ۔

**References**

1. Sayoti, Jalaludeen, Abdul Rahman, Husn ul Muhazara fi Tareekh misr wal qahira, Darul Kutab Al ahya, 1987,jeld:1,SAFA:336
2. Sayoti, Jalaludeen, Abdul Rahman, Tarekh ul Khulafa, maktaba nazar Mustafa al baz, 1425 AD,jeld:1,SAFA:5
3. Sayoti, Jalaludeen, Abdul Rahman, Tafseer durr e mansoor, daral ffikr ,berut, san ishat nadarad,jeld:5,SAFA:190
4. Aizan:190
5. Chushti, Abdul Haleem, fawaid e jamia bar ujala e nafia,ilmi book ,Lahore,san ishat nadarad,SAFA:212
6. Panjab,university,urdu daira maarif islamia,danishga panjab,Lahore,2006,Jeld:11,SAFA:537
7. Hareree,Ghulam Muhammad,Tareekh Tafseer wa Mufasireen,,Faisalabd, Malik sons and Publishers ,2010,SAFA:167
8. Sawati,abdulhameed,malim ul Irfan,maktaba doros ul quran,gujranwal,2008,Jeld:12,SAFA21
9. Usmani,Mufti,Muhammad taqi ,asan tarjam e quran,maktaba e Maarif ul quran ,Karachi,2015, SAFA:556
10. Usmani,Mufti,Muhammad Shafi,Maarif Ul Quran,Idara Al Maarif,Karachi,2008,Jeld:5,SAFA:438
11. Sayoti, Jalaludeen, Abdul Rahman, ikleel fi Istenbat e Tanzeel, Darul Kutab Al ilmiya, Beirut,1401 AD,SAFA:167
12. Qurtubi,Muhammad Ibne Ahmad,Al jame le Ahkam el quran, Daral kutub al mesreya, Qahira, 1964Jeld.10,SAFA:208
13. Kandhilwi, Muhammad idrees , Maarif Ul Quran, Maktaba Al Maarif, Shahdadpur Sindh,2001,Jeld:4,SAFA:439
14. Qurtubi,Muhammad Ibne Ahmad,Al jame le Ahkam el quran, Jeld.10,SAFA:208
15. Aizan
16. Alkhateeb,abdul kareem younas,al tafseer ul quranilil qurani,darl fikr al arbi ,berut,san nadard,Jeld:8,SAFA:429
17. Qurtubi,Muhammad Ibne Ahmad,Al jame le Ahkam el quran, Jeld.10,SAFA:208
18. Usmani,Mufti,Muhammad Shafi,Maarif Ul Quran, Jeld:5,SAFA:438
19. Alquran,araf,surat no:7,ayat no:13
20. Sayoti, Jalaludeen, Abdul Rahman ikleel fi Istenbat e Tanzeel,jeld:1,SAFA:166
21. Alquran,araf,surat no:7,ayat no:13
22. Usmani,Mufti,Muhammad taqi ,asan tarjam e quran, , SAFA:304
23. Tabrezi,Muhammad bin Abdullah,mishkat el masabeeh,almaktab e alislami,berut,1975,jeld:2,SAFA:1252
24. Qurtubi,Muhammad Ibne Ahmad,Al jame le Ahkam el quran, Jeld.1,SAFA:247
25. Usmani,Shabir Ahmed,tafseer usmani,Idara Al Maarif,Karachi,2008,Jeld:2,SAFA:543
26. Maturidi,Muhammad bin mehmood,tafseer maturidi,daral kutub al ilmia,berot,2005,jeld:7,SAFA:37
27. Sawati,abdulhameed,malim ul Irfan,Jeld:12,SAFA:92
28. Qazweeni,Muhammad bin yazeed,abne maja,dar al risala,al ilmia,berut,2009,hadees no:2619,jeld;2,SAFA:874
29. Qushairi,muslim bin al hijaj,al sahih muslim,dar al ahya al turas al arbi,hadees no:1676,2009,jeld:3,SAFA:1302
30. Baizawi,Abdullah bin umer,tafseer e baizawi,dar al ahya al turas berot,1418AD,jeld:2,SAFA:177

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic studies, University of Baluchistan Quetta. [↑](#footnote-ref-1)
2. Lecturer, Department of Islamic Studies. University of Baluchistan Quetta [↑](#footnote-ref-2)